

حصول پاکستان اور علمائے دیوبند

مولانا عبد المتن (استاذ جامعہ اشرفی لاہور)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس برصغیر پاک و ہند میں اسلامی حکومت کے بقاء اور استحکام کے لیے اور پھر سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد اس کے قائم کرنے اور مسلمانوں کے استقلال کے لیے علماء حق کی مساعی جیلیہ اور ان کی جدوجہد کا سلسلہ از بس طویل ہے۔ علماء دیوبند نے غیر اسلامی اقتدار کو ہٹانے میں شاندار اور نمایاں حصہ لیا، پھر تحریک پاکستان بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی اس کی تغیری و ترقی میں نہ صرف یہ کہ حصہ ہی لیا بلکہ ہر موقع پر قیادت و امامت کے فرائض انجام دیے اور پاکستان کی مخالف قوتوں کے سامنے ہمیشہ سینہ پر رہے، علماء دیوبند کے زریں کارناموں اور ملیٰ و ملکی خدمات کے مذکروں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں اور وہ زبان حال سے کہہ دیے ہیں ۔

ثبت است بر جریدہ عالم دوام م

۱۸۵۷ء میں حکومت برطانیہ کے خلاف جو جنگ لڑائی اس میں شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی سرپرستی میں حضرت حافظ محمد ضامن شہید (رضی) مولانا محمد قاسم ناٹوی (رضی) اور مولانا رشید احمد گنگوہی (رضی) وغیرہ، نیز دوسرے اکابر علماء دیوبند و تھانہ بھون نے مجاہدات حصہ لیا اور تھانہ بھون سے شاملی تک کے علاقے میں اسلامی حکومت قائم کر لی، لیکن حکومت و ملیٰ کی ناکامی کی وجہ سے یہ سلسلہ آگے نہیں بڑھ سکا اور فتح شکست سے بدل گئی۔

۱۹۱۴ء میں شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) نے افغانستان، شام اور ترکی سربراہی مملکت اور ان کے گورزوں انور پاشا اور غالب پاشا سے اپنے نمائندوں مولانا عبد اللہ سندھی (رضی) وغیرہ کے ذریعے اور خود بھی جاز مقدس کا سفر کر کے ان سے ملاقات کی اور ہندوستان پر حملہ آور ہونے اور اسلامی حکومت کے قیام کا منصوبہ بنایا، لیکن بعض لوگوں کی جاسوسی کی وجہ سے وہ اسکیم بار آور نہ ہو سکی۔

اول ہر شریف مکنے حکومت برطانیہ کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم ختم کر کے شیخ الہند مولا نا محمود حسن کو حکومت برطانیہ کی حرastت میں دے دیا۔ بالآخر شیخ الہند مولا نا محمود حسن دیوبندی ہائی، مولا نا حسین احمد مدنی ہائی، مولا نا عزیر گل ہائی، حکیم نصرت حسین ہائی اور مولوی وحید احمد ہائی برادرزادہ مولا نا مدنی ہائی کو جزیرہ مالٹا (مصر) میں تقریباً چار سال کے قریب قید و بند کی مشقتوں کو برداشت کرنا پڑا، رہائی کے بعد بھی ان حضرات نے ملکی سیاست اور انگریزوں سے ہندوستان کو آزاد کرانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کارہائے نمایاں انجام دیے۔

حضرت شیخ الہند ہائی جب دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کے نامور تلامذہ اور جانشینوں مولا نا انور شاہ کشمیری ہائی محدث دارالعلوم دیوبند، علامہ شبیر احمد عثمانی ہائی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ مولا نا سید حسین احمد مدنی ہائی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند اور مولا نا عبد اللہ سندھی ہائی وغیرہ حضرات نے ملکی سیاست میں بھرپور حصہ لیا۔ علماء دیوبند کے سیاسی کارناموں اور مجاہدات کاوشوں سے چشم پوشی ایک زندہ حقیقت کو جھلانا ہے، حالانکہ علماء دیوبند کی ایک جماعت تحریک آزادی ہند میں اپنی صوابید کے مطابق حصہ لے رہی تھی اور قربانیاں پیش کر رہی تھی تو دوسری طرف ایک جماعت حکیم الامت مولا نا محمد اشرف علی تھانوی ہائی کی سرپرستی میں مسلمانوں کے علیحدہ شخص اور قومی امتیاز قائم کرنے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوشش اور ساعی تھی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی ہائی کو قائد اعظم محمد علی جناح ہائی اور دیگر ارکان مسلم لیگ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس منعقدہ 23 اپریل 1943ء بمقام دہلی میں شرکت کیلئے ان الفاظ میں دعوت دی ”آپ سے استدعاء ہے کہ اس موقع پر خود دہلی تشریف لا کر اپنے ارشادات سے مجلس کو ہدایت دیں تو اگر حضور تشریف نہ لاسکے تو اپنے نمائندہ کو پہنچ کر مشکور فرمائیں اور اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے رعب سے غیر مسلموں کے دلوں کو محور کر دے اور ہمارا مطالبہ پاکستان منادیں تاکہ سلطنتِ اسلامی قائم ہو سکے۔“

مولانا عبدالماجد دریا آبادی ہائی لکھتے ہیں:

”پاکستان کا تخلیل خالص اسلامی ریاست کا خیال سب آوازیں بہت بعد کی ہیں، پہلے

پہلے اس قسم کی آوازیں تھائے بھوئ میں کانوں میں پڑیں۔ (حکم الامت ص: ۳۳)

”حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ کی ولی تمنا اور ولی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ حکومت عادلہ مسلمہ قائم فرمائے

دیں اور میں اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں“۔ (اسعد الابرار ص: ۷۷)

یہ ۱۹۴۸ء کی بات تھی جس میں حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ نے پاکستان کی ایکم اور اس کے لیے نظام اسلامی شرعی عدالتوں کا قیام وغیرہ کا نقشہ تیار فرمایا تھا۔ بعد میں علامہ اقبال مرحوم نے اپنے خطبہ صدارت آں اندیا مسلم لیگ اسلام آباد منعقدہ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۷ء میں اس تخلیل کا انٹہار کیا۔ پھر مارچ ۱۹۴۸ء کو لاہور میں اس کا بطور ملی نصب اعین کے مسلم لیگ کی طرف سے قرارداد پاکستان کی صورت میں مطالبہ کیا گیا۔

جب تک مسلم لیگ نے کانگریس سے علیحدہ ہو کر مسلم قوم کے تشخیص اور مسلمانوں کے قوی استقلال کا مطالبہ نہیں کیا اس وقت تک حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ نے مسلم لیگ کی بھی تائید نہیں فرمائی، جب مسلم لیگ نے ۱۹۴۸ء میں جهانی ایکشن میں کانگریس کا مقابلہ کیا اس وقت حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ نے کانگریس کو دوٹ ندینے کا تاریخ جہانی بھجو کر مسلم لیگ کی حمایت فرمائی، جس پر مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی اور اس خوبخبری کو سنانے کے لیے مولانا شوکت علی اور مولانا مظہر الدین کیم اپریل ۱۹۴۸ء کو تھانے بھوئ آئے اور وہاں عظیم جلسہ ہوا، جسے میں حضرت تھانوی کے حکم سے مولانا ظفر احمد عثمانی رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی اور حضرت کاتائیدی بیان پڑھ کر سنایا۔

بہر حال حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ قائد اعظم رضی اللہ عنہ کو وقتاً فوقتاً اپنے مفید اصلاحی مشوروں سے بھی بذریعہ خط اطلاع دیتے رہتے تھے اور یہ باہمی خط و کتاب کا سلسلہ حضرت کے آخری وقت تک جاری رہا۔ آج بھی حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ کا ایک خط بنام قائد اعظم اسلام آباد میں ان کے کاغذات میں محفوظ ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے موقع پر تیراوند حضرت تھانوی رضی اللہ عنہ نے آرمی بل سے متعلق مسلم لیگ کے موقف کی وضاحت کے لیے بھی قائد اعظم کے پاس بھیجا تھا جس میں شیری علی تھانوی رضی اللہ عنہ، مولانا ظفر احمد عثمانی رضی اللہ عنہ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ سہارنپور کے ایک حلقتے میں یوپی اسمبلی کے

لے مسلم لیگ اور کانگریس میں مقابلہ ہوا۔ اس ایکشن میں بھی حضرت تھانوی نے مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ مسلم لیگ کے امیدوار مولوی منفعت علی صاحب سہار پور یوپی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلم لیگ کی تائید میں ایک تفصیلی فتویٰ ”تنظيم المسلمين“ کے نام سے ۱۳۵۶ھ میں شائع ہوا جو امداد الفتاوی جلد ۲ کے ۲۲۵ سے ۲۳۱ تک پھیلا ہوا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شرح صدر کے ساتھ مسلم لیگ میں داخل ہوئے اور اس کی اصلاح میں کوشش کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

دیوبندی حلقة کے سرخیل اس وقت چونکہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے واضح طور پر مسلم لیگ کی تائید و حمایت فرمائی تھی، اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لاکھوں عقیدت مند اور ہزاروں متوسلین جن میں سینکڑوں کی تعداد علماء کرام کی ہی تھی، سب نے تحریک پاکستان میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مطالبہ پاکستان کی ہر طرح سے تائید و حمایت کی، خصوصیت سے شیخ الاسلام علامہ شیعراحمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد حسن امرتساری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اطہر علی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ وصی اللہ عظیمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی عبدالکریم گھٹھلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات نے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے جس کا ذکر ۱۹۲۸ء میں کیا تھا، تحریک پاکستان میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ ان حضرات نے ہندوستان کے چھے چھے اور گوشے گوشے میں اپنی تقریروں اور عملی جدوجہد کے ذریعے تحریک پاکستان کو مقبول عام بنانے اور پروان چڑھانے میں جس شاندار کردار کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان حضرات کی خدمات جلیلہ اور مساعی جمیلہ کا اعتراف خود قائد اعظم مرحوم اور لیاقت علی خان مرحوم نے بارہا کیا اور اسی لیے قائد اعظم نے پاکستان کی پہلی پرچم کشائی علامہ شیعراحمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کرائی تھی۔